تعارف کتب فقہ و فتاویٰ

فتاویٰ حمّادیہ ایک اہم فقہی دستاویز

صاحبزادہ راشد مسعود کلیامی

عربی لغت میں اس لفظ کا مادہ: ف۔ت۔و۔ دیا گیا ہے اور اس مادے سے فتی اور فتوت کے الفاظ بھی ہیں جن کے معنی نوجوان، جوانمرد اور جوان مردی کے ہیں المنجد میں ''فتوۃ'' کے معنی کرم وسخا، زیرکی اور شباب لکھے گئے ہیں۔ اسی کے تحت لکھا ہے:

الفتوۃ تفاتوا الی العلم تحاکموا الیہ فی الفتویٰ

عالم سے شرعی فیصلہ طلب کرو شرعی فیصلے کے لئے اس کی طرف رجوع کرو۔(۱)

المفردات فی غرائب القرآن میں امام راغب اصفہانی نے فتویٰ اور فتیا کے ذیل میں لکھا ہے، مشکل حکم کا جواب۔ ''استفتہ فافتانی'' میں نے حکم پوچھا اس نے حکم دکھایا یا دیا(۲)

یہ لفظ قرآن میں مندرجہ ذیل معانی میں استعمال ہوا ہے۔ حکم دینا، تحقیق چاہنا، خواب کی تعبیر بتانا، جواب طلب کرنا، مشورہ دینا وغیرہ

''وَ یَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَاءِ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِیْھِنَّ الخ''

اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے اللہ ان کے بارے میں حکم دیتا ہے۔(۳)

''یَسْتَفْتُوْنَکَ ط قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَہ الخ''

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے اللہ تم کو کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے۔(۴)

''قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْہِ تَسْتَفْتِیَان''

فیصلہ ہو گیا اس کام کا جس کی تحقیق تم چاہتے تھے۔(۵)

''یٰاَیُّھَا الْمَلَأُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ''

اے درباروالو! میرے اس خواب کے بارے میں تعبیر بتاؤ۔(٦)

''یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا''

اے یوسف! اے صدیق مجسم! آپ ہم لوگوں کو اس کا جواب دیجئے۔ (۷)

''قَالَتْ یٰاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْ اَمْرِیْ''

کہنے لگی اے دربار والو! مشورہ دو مجھے میرے کام میں۔ (۸)

فتویٰ کا آغاز عہد نبوی ﷺ سے ہو چکا تھا لوگ نبی اکرم ﷺ سے اپنی زندگی میں پیش آنے والے مسائل کا حل دریافت کرتے تھے، عورتوں کے مسائل کے بارے میں مردوں سے پوچھنا شرم کی بات تھی۔ سورۃ الاحزاب میں ازواج مطہرات کے فرائض میں اس کا اس طرح ذکر کیا گیا:

''وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَةِ''

تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتوں اور حکمت کا جو بیان ہوتا ہے اسے بیان کیا کرو۔

ابن حزم کی سیرت نبویہ میں جن مفتی عورتوں کی فہرست دی گئی ہے ان میں اکثر امہات المؤمنین اور ان کی پروردہ خواتین نظر آتی ہیں۔

حضرت عمرؓ اپنے خلافت کے زمانے میں اہم اور پیچیدہ مسائل میں امہات المؤمنین سے اکثر مشورہ لیا کرتے تھے۔ قرآنِ کریم پہلا مجموعہ فتاویٰ ہے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا:

''وَلَا یَأْتُوْنَکَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰکَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ۝''

اور یہ لوگ کیسا عجیب سوال آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں مگر ہم ٹھیک جواب اور وضاحت میں بڑھا ہوا عنایت کر دیتے ہیں۔ (۱۰)

قرآنِ حکیم کے بعد احادیث نبوی ﷺ ہیں جن میں مختلف قسم کے مسائل کا حل پیش کیا گیا ہے۔ مگر فتویٰ نویسی رفتہ رفتہ ایک فن کی حیثیت اختیار کرتی گئی اور بعد کے زمانوں میں کتب فتویٰ منظر عام پر آنے لگیں۔

فقہ کے ادوار:

فتاویٰ کا تعلق براہِ راست علم فقہ سے ہے اس لئے مناسب ہے کہ فقہ کے مختلف ادوار کا تذکرہ کیا جائے۔ علامہ محمد الخضری نے اپنی تالیف میں فقہ اسلامی کے یہ چھ ادوار قائم کئے ہیں۔

◆ فقہ بعہد رسالت مآب ﷺ ◆ فقہ بعہد صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین
◆ فقہ بعہد صغار صحابہ و تابعین (۱۱) ◆ وہ عہد جب فقہ نے مستقل علم کی شکل اختیار کر لی (۱۲) ◆ وہ عہد جس میں آئمہ فقہا کے مابین مسائل فقہ پر بحثیں ہوئیں (۱۳) ◆ فقہ زمانہ تقلید (۱۴)

پہلی صدی ہجری کے بعد فقہا کا ایک طویل سلسلہ ہے جس میں بعض نے کتب فقہ مدون کیں اور بعض نے کتب فتاویٰ مرتب کیں۔ خاص فتاویٰ کے تحریری مواد کی تاریخ بھی عہد صحابہ ہی سے شروع ہوتی ہے۔ ابوالحسن البصریؒ نے اپنی کتاب میں حضرت علیؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کے فتوؤں کا ذکر کیا۔ (۱۴) جو ظاہر کتابی صورت میں پانچویں صدی ہجری تک پائے جاتے تھے یقیناً دیگر فقہیہ صحابہ حضرت ابن مسعودؓ وغیرہ نے بھی بہت سے فتوے دیئے ہوں گے تابعین کے زمانے میں سب سے زیادہ خدمت اس علم کی قاضی کر سکتے تھے۔ ان کے پاس ہر روز مقدمے پیش ہوتے تھے اور وہ اپنے فیصلوں کا بحذف مکررات انتخاب کر سکتے تھے۔

ایسا ایک مجموعہ امام ابو یوسفؒ کی طرف بھی منسوب ہے ان کے شریک درس امام محمد شیبانی کی کتاب ''الرقیات'' تھی جو ان کے شہر رقہ کی قضائت کے زمانے کی فیصلوں کا مجموعہ تھی۔ اسلام کے جلیل القدر فقہیہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے بھی بعض معاصرین صحابہ کرام سے فتوے پوچھے، جن کے نام یہ ہیں:

حضرت انسؓ م ۹۳ھ، حضرت عبداللہ بن ابی م ۸۷ھ، حضرت وائلہ بن الاسقع م ۸۵ھ، حضرت سہیل بن ساعدہ م ۹۳ھ، حضرت عامر بن واثلہ م ۱۰۲ھ وغیرہ۔

الغرض کتب فتاویٰ کی تاریخ عہد صحابہ و تابعین سے شروع ہوتی ہے۔ حاجی خلیفہ نے اپنی تالیف ''کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون'' میں اسماعیل باشا البغدادی نے اپنی تالیف ''ھدیۃ العارفین فی آثار المؤلفین والمصنفین'' میں اور بروکلمان نے تاریخ ادبیات عربی میں کتب فتاویٰ کا مفصل ذکر کیا ہے۔ مؤخر الذکر نے فتاویٰ کی ایک سورہ (۱۰۲) کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

پاک و ہند میں کتب فتاویٰ کی تاریخ

پاک و ہند میں کتب فتاویٰ کی تاریخ بہت قدیم ہے اس براعظم پر مسلمان حضرت عمرؓ کے عہد مبارک میں پہنچ چکے تھے۔ اس کے بعد حجاج بن یوسف کے زمانے میں کچھ خاندان ہندوستان کے جنوبی ساحل پر آباد ہو گئے اور بعد میں تجارت کے فروغ سے یہاں عرب تاجروں کی مستقل آبادیاں قائم ہو گئیں۔ ادھر سندھ میں عربوں کی فاتحانہ پیش قدمی نے انقلاب پیدا کر دیا۔ اس علاقے میں عربوں کا اثر و رسوخ بہاولپور و ملتان تک چوتھی صدی ہجری تک رہا۔ بہرکیف جب اس براعظم میں آزاد سلطنتیں قائم ہوئیں تو فتاویٰ کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔ ہر جگہ مدارس، مساجد میں علمائے کرام موجود تھے جو مسلم و غیر مسلم ہر کسی کو شریعت اسلامیہ کے مطابق فتاویٰ کی شکل میں رہنمائی کیا کرتے تھے۔ پاک و ہند کے مسلمان، بادشاہوں اور امیروں کو نہ صرف فقہ اسلامی سے دلچسپی تھی بلکہ انہوں نے اس فن میں تصانیف بھی چھوڑی ہیں، سلطان محمود غزنوی فقہ اسلامی کا عالم تھا اس نے ایک کتاب ''التفرید فی الفروع'' لکھی۔ امام مسعود بن شہید جو اعیان فقہ میں سے تھے انہوں نے ایک سلطانی نسخہ سے اس کو نقل فرمایا:

> پاک و ہند میں جو ممتاز کتب فتاویٰ نظر آتی ہیں وہ بھی مسلمان بادشاہوں اور امیروں کی مرہون منت ہیں جن میں مشہور کتب فتاوی یہ ہیں۔
>
> ◆ فتاویٰ فیروز شاہی، ◆ فتاوی ابراہیم شاہی، ◆ فتاوی اکبر شاہی، ◆ فتاویٰ عادل شاہی، ◆ فتاویٰ تاتارخانی، ◆ فتاویٰ عالمگیری، ◆ فتاوی حمادیہ وغیرہ۔ (۱۶)

تعارف فتاویٰ حمادیہ:

فتاویٰ حمادیہ فقہ حنفی کے مسائل پر مشتمل ہے یہ فتاویٰ گجرات، کاٹھیاواڑ کا ایک مخطوطہ ہے جو عربی زبان میں مرتب کیا گیا اس مخطوطے کی نقول مختلف مقامات پر لائبریریوں میں موجود ہیں۔ (۱۷) جو نسخہ ہمارے پیش نظر ہے۔ یہ مفتی محمد رفیق میانی، میانی تحصیل ملکوال ضلع سرگودھا کے شخصی تاریخی کتب میں خانے میں موجود ہے۔ اس کے صفحات کی کل تعداد ۷۸۶ ہے، ہر صفحے پر تئیس سطور

ہیں اور ہر سطر میں تقریباً گیارہ الفاظ ہیں۔ یہ خط نسق میں لکھا ہوا ہے۔ اس نہایت اہم تصنیف کے لئے فقہ اور اصول فقہ کی دو سو سولہ مشہور کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے جن کا تذکرہ مصنفین نے مقدمے میں کیا ہے۔ ان میں چند اہم درج ذیل ہیں:

- ہدایہ، الکافی، شرح مجمع البحرین، شرح وقایہ، شرح طحاوی، تحفۃ الفقہا، المحیط، الواقعات، للحسامی، فتاوی البرہانی، فتاویٰ تاتار خانی، جواہر الفتاویٰ، جامع الفتاویٰ، فتاویٰ والوالجی، خزانۃ الفقہ، فتاویٰ سمرقندی، المبسوط، فتاویٰ الابانۃ وغیرہ تفسیر کبیر، تفسیر شہاب الدین سہروردی اور تفسیر کشاف سے بھی فتاویٰ حمادیہ کو مرتب کرنے کے لئے استفادہ کیا گیا۔ (۱۸)

فہرست مضامین فتاویٰ حمادیہ:

اس عظیم کتاب کے آغاز میں موضوعات کی فہرست لکھی گئی ہے جو حسب ذیل ہے:

كتاب الطهارة، كتاب الصلوٰة، كتاب الزكوٰة، كتاب الصوم، كتاب الحج، كتاب النكاح، كتاب الطلاق، كتاب العتاق، كتاب الايمان، كتاب الحدود والسرقة، كتاب السير، كتاب اللقيط واللقطة، كتاب الاباق، كتاب المفقود، كتاب الشركة، كتاب الوقف، كتاب البيوع، كتاب الكفالة، كتاب الحواله، كتاب الدعوى، كتاب الاقرار، كتاب الصلح، كتاب المضاربة، كتاب الوديعة، كتاب العارية، كتاب الهبة، كتاب الاجارة، كتاب الاكراه، كتاب الحجر، كتاب الغضب، كتاب الشفعة، كتاب القسمة، كتاب المزارعة، كتاب الصيدو الذبائح، كتاب الاضحية، كتاب الاستحسان، كتاب احياء الموات والركب، كتاب الرهن، كتاب الجنايات، كتاب الوصايا، كتاب الفرائض. (۱۹)

فتاویٰ حمادیہ کی فہرست کے بعد ایک طویل مقدمہ درج ہے جس کا آغاز:

بسم اللہ الرحمن الرحیم. الحمد للہ الذی نور قلوب الموحدین بنور االتوحید والایمان و شرح صدور العلماء لقبول الاسلام والاحسان سے ہوتا ہے۔

وجہ تالیف فتاویٰ:

یہ کتاب مصنف نے قاضی حماد الدین کے حکم سے تصنیف کی تھی اور یہ ان مسائل پر مشتمل ہے جن پر فقہاء کا اجماع ہے، مقدمہ میں مصنف لکھتے ہیں:

اما بعد فقد قال العبد الراجی رحمة اللہ الرب الباری ابو الفتح رکن بن حسام المفتی الناکوری اصلح اللہ شانہ اعطاہ بکرمہ برھانہ انی لما شرفت فی بلدة نھر والہ صانھا اللہ عن الا ھاتہ الھالة بشرف مجلس من سناد اھل زمانہ وفاق ذوی الحکومة فی عصرہ و اوانہ بمعالیہ العلیة و شمایل السنیة ھو الکاھل الملھم باحکام عند الھادی والزحام العالم الفاضل المجتھد الفاصل بین الحق والباطل۔(۲۰)

اما بعد بندہ امیدوار رحمت پروردگار ابوالفتح رکن بن حسام مفتی ناگوری اللہ اس کی حالت درست فرمائے اور اسے اپنے کرم و برہان کی نعمت سے سرفراز کرے، کہتا ہے کہ جب میں شہر نہروالہ میں آیا اللہ اس شہر کو تمام مصائب و آلام سے محفوظ رکھے تو وہاں کے ارکان دولت، اعیان حکومت اور دیگر لوگوں میں ایک شخص کو سب سے بڑھ کر عالم فاضل، مجتہد اور حق و باطل میں حد فاصل پایا:

مزید لکھتے ہیں وہ شخص لوگوں کے عادات و اطوار سے آگاہ ہے اور شریعت کو اساس اور بنیاد ٹھہرا کر فیصلے کرتا ہے۔ وہ چونکہ انتہائی سمجھ دار اور بدرجہ غایت معاملہ فہم ہے اس لئے کوئی شخص اس کے سامنے خلاف واقع بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

ولا يتمكن شهود الزور ان يقدموا علىٰ الحضور لكمال ذكائه و معرفة و كثرة تجربه و مهارته۔

وہ ذہنی پاکیزگی معرفت وشعور تجربہ اور مہارت کے اعتبار سے اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ اس کے حضور نہ کوئی جھوٹی شہادت دے سکتا ہے اور نہ غلط بیانی کر سکتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ۳۵ سال سے تنفیذ احکام اور محکمہ قضا پر متمکن ہے اس نے دعوؤں اور مقدمات کے وہ فیصلے کئے ہیں جو جمہور فقہاء کے اقوال اور ان کے فتاویٰ سے عین مطابقت رکھتے ہیں:

وهو الاعظم المعظم الاكرم المكرم صدر صدور العالم افضل اهل الاسلام و اشرف بنى آدم اعنى قاضى القضاة القاضى حماد الملة والدين احمد بن الامام العالم الكامل استاذ الثقلين الفاضل بحر المعانى نعمان الثانى جامع الفروع والاصول ناقد المعقول والمنقول قاضى القضات المرحوم المغفور القاضى اكرم اكرمه الرحمٰن باسكان بحبوحة الجنان لا زال مصؤنا معصومًا من عوايق الزمان و بوايق الحدثان. فرض الى و الى ابنىٰ العام المسمى مولانا داؤد اعطاه الله خير الدين والدنيا الافتا فى القضايا والتصفح للروايات وما عليه الفتيا۔ (۲۱)

وہ اعظم و معظم اکرم ومکرم صدر صدور العالم اہل اسلام میں سے افضل ترین بنی آدم میں سے اشرف ترین قاضی القضاۃ حماد الملۃ والدین احمد ہے ان کے والد امام عالم فاضل استاد الثقلین بحرالمعانی نعمان ثانی جامع الفروع والاصول ناقل المعقول والمنقول اور قاضی القضات مرحوم مغفور قاضی اکرم ہیں، اللہ انہیں جنت سے سرفراز کرے اور زمانے کی آفات و آلام سے

بچائے۔ قاضی حماد بن اکرم نے میرے اور میرے لڑکے جو کہ ایک عالم ہیں اور جن کا نام مولانا داؤد ہے اللہ انہیں دین و دنیا کی نعمتیں عطا فرمائے یہ خدمت سپرد کی کہ ہم مختلف فتوے جمع کریں اور ایسی صحیح اور بہترین روایات اکٹھی کریں جن کی بنیاد پر فقہا نے فتوے جاری کئے ہوں اور جو قضاء کے باب میں قابل اعتماد ہوں۔

ڈاکٹر زبید فتاویٰ حمادیہ کے بارے میں لکھتے ہیں الفتاویٰ الحمادیہ: از ابو الفتح رکن بن حسام الدین، یہ کتاب ابو الفتح رکن حسام الدین المفتی ناگوری نے گجرات میں بمقام نہروالہ اپنے قیام کے دوران اپنے بیٹے کی مدد سے قاضی حماد الدین بن قاضی اکرم کی فرمائش پر مرتب کی تھی اور اس کا نام بھی انہی کے نام پر رکھا، مصنف اور ان کے سرپرست کے بارے میں اس سے زیادہ معلومات نہیں۔ اس کتاب میں جن تصانیف کا حوالہ دیا گیا ہے یا جن تصانیف میں اس کتاب کا حوالہ ہے ان سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب آٹھویں صدی ہجری کے آخر یا نویں صدی ہجری کے اوائل میں لکھی گئی تھی، مصنف نے ان کتابوں کی طویل فہرست درج کی ہے جن سے اس نے اپنی کتاب مرتب کرنے میں استفادہ کیا ہے۔ یہ ایک معتبر تصنیف ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں اس کے حوالے دیئے گئے ہیں اس کی ترتیب بھی فتاویٰ کے دوسرے مجموعوں کی ترتیب کے مطابق ہے۔ (۲۲)

وجہ تسمیہ:

مصنف مقدمہ کے آخر میں لکھتے ہیں:

فلما فرغنا عن جمع هذه المسائل الشريفة سميناها بكتاب الفتاویٰ الحمادیه لتكون محمودة مقبولة مشهورة معمولة فان الاعتصام بذيل الكرام يورث المقاصد والمرام جعلنا الله و اياكم من الذين رضى الله بفضله عنهم وصل الله علىٰ خير خلقه محمدوِ آله اجمعين۔ (۲۳)

جب ہم ان تمام مسائل کی جمع و ترتیب سے فارغ ہو گئے تو اس کتاب کا نام ''کتاب الحمادی'' رکھا تا کہ یہ اچھے لوگوں میں مقبول، مشہور اور قابل عمل قرار

پا جائے اس سے اعتصام و تعلق انسان کو بنیادی مقاصد کا حامل بنا دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کو اور ان سب لوگوں کو جن سے وہ اپنے فضل و کرم سے راضی ہوا اس زمرے میں شامل کرے۔ صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین۔

مصنفین فتاویٰ:

یہ فتاویٰ ابوالفتح مفتی رکن بن حسام ناگوری اور ان کے بیٹے مولانا داؤد نے نویں صدی ہجری میں لکھا ان کا شمار اپنے زمانے کے مشہور فقہا میں ہوتا ہے جو فقہ و اصول کے ماہر تھے آپ گجرات کے شہر نہر والہ میں منصب افتاء پر متمکن تھے۔ یہ ضخیم فتاویٰ آپ نے قاضی حمادالدین بن محمد اکرم گجراتی کے حکم سے لکھا، فتاویٰ کے مقدمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نہر والہ کے باشندے نہیں تھے بلکہ کسی دوسری جگہ سے آ کر نہر والہ میں مقیم ہوئے تھے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

> جب میں نہر والہ گیا تو دیکھا کہ یوں اس شہر کے تمام لوگ بہترین عادات و اطوار کے حامل ہیں۔ (۲۴)

قاضی حمادالدین گجراتی:

یہ فتاویٰ قاضی القضاۃ حمادالدین گجراتی سے منسوب ہے، جن کے بارے میں نزہۃ الخواطر میں لکھا ہوا ہے کہ الشیخ العالم قاضی حمادالدین بن محمد اکرم حنفی گجراتی اپنے دور کے مشہور فضلا میں سے تھے نہر والہ میں قاضی القضاۃ کے منصب جلیلہ پر متمکن تھے، مفتی رکن الدین ناگوری نے ان کے حکم سے فتاویٰ حمادیہ تصنیف فرمایا:

> مصنف نے ابتداء میں اس کا ذکر کیا ہے اور ان کی علمی دسترس اور فضل و کمال کی بڑی تعریف کی ہے۔ (۲۵)
>
> قاضی حمادالدین اور ان کے والد قاضی محمد اکرم گجراتی نویں صدی ہجری کے علماء سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا شمار ہندوستان کے طبقہ تاسعہ کے علماء فقہا سے تھا۔ نزہۃ الخواطر میں ان کا ذکر اسی زمرہ میں کیا گیا ہے۔ (۲۶)

قاضی محمد اکرم گجراتی:

یہ قاضی حمادالدین کے والد تھے صاحب نزہۃ الخواطر نے ان کا بھی ذکر کیا ہے لکھتے ہیں کہ الشیخ عالم فقیہہ قاضی محمد اکرم حنفی گجراتی بڑے علم و فضل کے حامل تھے اور ان علماء میں سے تھے جن کو فقہ واصول میں خاص درک حاصل تھا۔ یہ شہر نہروالہ میں قاضی القضاۃ تھے، مفتی رکن الدین ناگوری نے اپنی تصنیف فتاویٰ حمادیہ کے دیباچہ میں ان کی بہت تعریف کی ہے اور امام عالم نعمان ثانی اور نافذ المعقول والمنقول وغیرہ جیسے بہترین القاب سے ان کا تذکرہ کیا ہے۔(۲۷)

یہ عام کتب فقہ کے مطابق مرتب کیا گیا ہے جس طرح دیگر کتب فقہ کتاب الطہارت سے شروع ہو کر عبادات اور پھر معاملات کو بیان کرتی ہیں اسی ترتیب کو فتاویٰ حمادیہ میں پیش نظر رکھا گیا ہے۔ بعض مسائل کو بالتفصیل اور بعض کو اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔ مصنف نے حالات کے مطابق مسائل کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے جس سے مصنف کی روشن خیالی اور جدت پسندی واضح ہوتی ہے۔

کتاب الحج:

اس موضوع پر مصنف نے وقت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر مسائل بیان کئے ہیں۔ کتاب الحج کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ حج فرض ہے لیکن اگر راستہ مخدوش ہو اور خطرات میں گھر جانے کا اندیشہ ہو تو حج کی فرضیت ختم ہو جاتی ہے۔

> **وسئل الكرخي عمن وجب عليه الحج الا انه كان يخرج لما ان القرامطة قدصل على الخارج بالبادية فقال ما سلمت البادية على احد يعني ليس بعذر لان البادية لا يجتوا عن الافات و قلة الماء و شدة الحر و هيجان ريح السموم وبه افتى بعض فقهائنا وقال ابو القاسم الصفار لاشك فى سقوط الحج عن النساء فى هذا الزمان انما شك فى السقوط عن الرجال و عنه لا ادرى بالحج فرضا منذ عشرين سنة منذ خروج القرامطة قال والبادية عندى دار من دارالحرب۔(۲۸)**

کرخی سے پوچھا گیا کہ اس دور میں جبکہ راستوں اور جنگلوں میں قرامطہ کا زور ہے اور سفر میں مشکلات پیدا ہوگئی ہیں حج کی ادائیگی کن لوگوں پر فرض ہے۔ فرمایا حج (اس وقت فرض ہے) جبکہ جنگل میں ہر شخص کو سفر کی سہولتیں حاصل ہوں یعنی کسی کے لئے کوئی عذر نہ ہو اب صورت حال یہ ہے کہ جنگل اور راستے آفات سے محفوظ نہیں رہے پانی کی قلت پیدا ہوگئی ہے، گرمی میں شدت کے آثار ابھر آئے ہیں۔

(ایسے دور میں) ہمارے بعض فقہا کا فتویٰ یہی ہے۔ ابو القاسم صفار کا کہنا ہے کہ اس میں تو اس زمانے میں عورتوں سے حج کی فرضیت ساقط ہوگئی ہے۔ البتہ مردوں کے بارے میں ہے کہ ان پر حج کی فرضیت باقی رہی ہے یا نہیں وہی (ابوالقاسم) فرماتے ہیں: میں نہیں سمجھتا کہ گزشتہ بیس سال سے جب سے کہ قرامطہ نے سر نکالا ہے فرضیت حج باقی رہی ہے وہ مزید فرماتے ہیں میرے نزدیک جنگل کی حیثیت دارالعرب کی سی ہوگئی ہے۔ اس کے بعد مصنف آگے لکھتے ہیں:

خروج اور لوٹ مار کے اس دور میں خراسان اور بغداد وغیرہ علاقوں کے باشندوں پر (فتنہ و فساد کی وجہ سے) حج کی فرضیت ساقط ہوگئی ہے۔

حج کی فرضیت و عدم فرضیت پر جو مسائل مصنف نے بیان کئے ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ روشن خیال ہیں اور بدلتے ہوئے حالات کو پیش نظر رکھتے ہیں:

بیت المال اور اغنیا:

فتاویٰ غیاثیہ کے حوالے سے مصنف لکھتے ہیں بیت المال کے سرمایہ میں اغنیا کو کوئی حق نہیں انہیں یہ مال نہ دیا جائے۔ فرماتے ہیں:

لیس للاغنیا فی بیت المال نصیب (ص ۱۸)

'بیت المال میں اغنیاء کا کوئی حصہ نہیں۔"

بیت المال کی چوری پر قطع ید نہیں ہوگا مگر ایک مرتبہ اقرار پر:

بیت المال، مال غنیمت اور خمس کی چوری کرنے والے کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے گا۔ کیا اس شخص پر قطع ید کا حکم نافذ ہوگا؟ لکھتے ہیں:

من سرق من بيت المال والغنيمة والخمس لم يقطع

''بیت المال غنیمت اور خمس کا مال چوری کرنے والے کیلئے قطع ید نہیں ہے۔

ساتھ ہی چور کے اقرار کے بارے میں لکھتے ہیں۔

و يقطع بالاقرار مرة عن ابی يوسف

''امام ابو یوسف کے نزدیک اگر چور ایک مرتبہ چوری کا اقرار کرلے تو قطع ید کا حکم نافذ ہوگا۔''

مزید لکھتے ہیں اگر اقرار کے بعد انکار کردے تو قطع ید نہیں ہوگا۔ امام یوسف فرماتے ہیں اگر وہ کہے کہ میں نے مال لیا پھر کہے کہ مال چوری ہو گیا تو الفاظ کے اس اختلاف کی وجہ سے اس پر قطع ید کا نفاذ نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اختلاف بیان کی بنا پر معاملہ مشتبہ ہو گیا جس کی وجہ سے ملزم کو فائدہ ہوگا۔

چور کے قاتل سے قصاص نہیں لیا جائے گا:

مصنف لکھتے ہیں کہ چور کو چوری کرتے وقت قتل کر دیا جائے تو قاتل سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔

روی ابو يوسف عن ابی حنيفہؒ اذا نقب عليک اللص فادركته و هو ينقب فاقتله و لا تحذره (حمادیہ، ص۱۰۴)

''امام ابو یوسف امام ابو حنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر تم چور کو مکان میں نقب لگاتے ہوئے دیکھو تو اسے قتل کردو اس سے نہ ڈرو۔''

مزید لکھتے ہیں:

و ان دخل سارق فخفت ان يكون معه شيء فيرميک او يضربک فارمه و ه تحذره (حمادیہ، ص۱۰۴)

''اگر چور تمہارے گھر میں داخل ہو جائے اور تم خطرہ محسوس کرو کہ اس کے پاس ہتھیار ہوگا اور وہ تمہیں مارے گا تو ایسی صورت میں اس کو بے ڈرے تم مار سکتے ہو۔''

کمزور مجرم کو کتنی سزا دی جائے:

شریعت میں جیسا جرم ہوگا اس کے مطابق سزا دی جائے گی، بعض جرائم کی سزا مجرم کی جسمانی استطاعت سے زیادہ ہوتی ہے ایسی حالت میں مجرم کی جسمانی حالت دیکھ کر سزا دی جائے گی، مصنف فتاویٰ لکھتے ہیں:

رجل وجب علیه الحدو هو اضعف الخلقة فخیف علیه الهلاک اذا ضرب یجلد مقدار ما یحمل (حمادیہ، ص۱۰۴)

''ایسا شخص جس پر حد واجب ہو گئی ہو اور وہ شخص کمزور ہو اور خطرہ ہو کہ کوڑے لگنے کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا تو اس کو اتنے کوڑے مارے جائیں جتنے وہ برداشت کر سکے۔''

کن لوگوں سے جزیہ نہ لیا جائے گا:

مصنف لکھتے ہیں کہ صاحبین (امام محمد اور امام ابو یوسفؒ) کے نزدیک دس قسم کے لوگوں سے جزیہ نہیں وصول کیا جائے گا۔

✦ بچوں، رہبان، ✦اندھے، ✦پاگل، ✦غلام، ✦ شیخ فانی، ✦دائم المریض، ✦ہاتھ پاؤں کٹے افراد، ✦جو فقط عبادت گزار ہوں، ✦ نادار اور مفلس افراد۔

ان افراد کے ذکر کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فقہا نے غیر مسلموں کے ساتھ انتہائی نرمی کا سلوک اختیار کرنے کی کوشش کی ہے۔

معاوضہ اور تنخواہ کن لوگوں کو دی جائے:

مصنف لکھتے ہیں:

و اهل العطاء من یعمل لعامة المسلمین کالقاضی والمفتی و المدرس والغازی (حمادیہ، ص۱۲۶)

''جو لوگ عام مسلمانوں کی خدمت پر مقرر ہوں مثلاً قاضی، مدرس مفتی اور غازی وغیرہ کو معاوضہ ملنا چاہئے۔''

ان افراد کے معاوضہ کے استحقاق کی وجہ:

و انما استحقوا ذالک لانهم فرغوا انفسهم لعمل المسلمین فیکون کفایتهم فی ماله من بیت مال المسلمین (حمادیہ، ص ۱۲۶)

''وہ اس معاوضے کا استحقاق اس لئے رکھتے ہیں کہ کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کی خدمت کے لئے فارغ کر لیا ہے اس لئے ان کی (ضروریات) کی کفالت مسلمانوں کے بیت المال کے ذمہ ہے۔''

بغاوت کا جواز اور امام حق کی شرائط:

مصنف بیان کرتے ہیں کہ امام عادل کے خلاف بغاوت نہیں کی جانی چاہئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ فقہا نے بغاوت کے لئے ''امام عادل'' کی شرط لگائی ہے اس کا مطلب ہے کہ اگر امام عادل نہ ہو تو اس کے ساتھ تعاون نہ کیا جائے بلکہ اس کے خلاف بغاوت ضروری ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ امام حق وہ ہوگا جس میں صحت امامت کی تمام شرائط موجود ہوں اور وہ شرائط حسب ذیل ہیں:

✦ مسلمان ہو، ✦ احکام شرع کا پابند ہو، ✦ عاقل و فہیم ہو، ✦ ذہنِ رسا کا مالک ہو، ✦ عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتا ہو، ✦ مسلمانوں کی اکثریت نے اسے حاکم تسلیم کر لیا ہو اور وہ اس کی حکومت سے مطمئن ہوں، ✦ اس کے سامنے اصل مقصد اعلائے اسلام اور مسلمانوں کو تقویت پہنچانا ہو، ✦ مسلمانوں کا خون، ✦ اموال و اسباب عزت و آبرو اس سے محفوظ ہو اور وہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کرتا ہو، ✦ شریعت کے مطابق عشر، ✦ خراج اور جزیہ وصول کرتا ہو، ✦ مسلمانوں کے ساتھ اس طرح مشفقانہ اور عادلانہ برتاؤ کرتا ہو جس طرح مہربان باپ بیٹے کے ساتھ اور شفیق بھائی

اپنے بھائی کے ساتھ کرتا ہے، ◆ رعایا کے لئے نرم مزاج حلیم الطبع اور خوش اخلاق ہو، کم عقل نہ ہو، ◆ اسلامی حکومت کی سرحدوں کا محافظ ہو۔

مصنف لکھتے ہیں:

''ومن لم یکن کذالک فلیس ھو الامام الحق فلا یجب اعانته' بل یجب القتال معه والخروج علیه حتی یستقیم (حمادیہ، ص ۱۲۷)

''جو ان اوصاف کا حامل نہیں وہ امام حق نہیں ہوسکتا اس کی اعانت کرنا ضروری نہیں بلکہ اس کے ساتھ قتال کرنا واجب ہے اور اس کے خلاف قتال اس وقت تک ضروری ہے جب تک کہ راہِ راست پر نہ آ جائے۔''

قاضی اجتہاد کرسکتا ہے:

عدل وانصاف کی خاطر قاضی اجتہاد بھی کرسکتا ہے۔ لیکن اسے اس مسئلے میں یہ بات پیش نظر رکھنا ہوگی کہ اجتہاد فی القضا سے نص اور اجماع امت کی مخالفت نہ ہوتی ہو اگر اجتہاد قاضی ان دونوں اصولوں کی مخالفت پر مبنی ہوگا تو باطل قرار پائے گا کیونکہ نص اور اجماع کو اجتہاد پر فوقیت حاصل ہے اور اجتہاد نص اور اجماع کے تابع رہ کر کیا جاسکتا ہے نظر انداز کر کے نہیں۔

فتاویٰ حمادیہ دیگر فتاویٰ کی طرح فقہ کی ایک نہایت ہی اہم اور مستند تصنیف ہے جس میں زندگی کے تمام مسائل کو زیر بحث لاکر اسلام کے آفاقی اصولوں کی روشنی میں ان کا حل پیش کیا گیا ہے۔ یہ ایک نادر علمی ذخیرہ ہے جس کا مطالعہ فقہ کے مسائل کو سمجھنے میں بہترین معاون ثابت ہوسکتا ہے۔

مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب کی جدید مسائل پر خوبصورت تحقیق

چند اہم معاملات کا شرعی حکم

مشینی ذبحہ کی شرعی حیثیت۔ مسجد میں نماز جنازہ کا مسئلہ۔ انعامی بانڈز کی خرید وفروخت۔ قربانی کی کھالوں کی رقم مسجد پر خرچ کرنا۔ بائنہ کی عدت کے دوران وقوع طلاق کا حکم ۔ اور دیگر ضمنی مسائل پر ایک نئی کتاب

ناشر: جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستان جوہر بلاک ۱۵ کراچی

کتابیات

۱۔ المنجد مطبوعہ بیروت، ص ۹۸۔
۲۔ المفردات القرآن لامام راغب اصفہانی، مطبوعہ پشاور، ص ۳۶۔
۳۔ النساء، ۱۲۷۔ ۴۔ النساء، ۱۷۶ لکھا ہے۔
۵۔ یوسف، ۴۱۔ ۶۔ یوسف، ۴۳۔
۷۔ یوسف، ۴۶۔ ۸۔ نمل، ۳۲۔
۹۔ احزاب، ۳۴۔ ۱۰۔ فرقان، ۳۳۔
۱۱۔ تاریخ التشریع الاسلامی، علامہ محمد الخضری، مطبوعہ اعظم گڑھ، ص ۲۔
۱۲۔ یہ دور دوسری صدی کے اوائل سے تیسری صدی کے آخر تک ہے۔
۱۳۔ یہ دور خلافت عباسیہ کے زوال اور تاتاری غارت گری کے کچھ دنوں بعد ختم ہو جاتا ہے۔
۱۴۔ یہ دور پانچویں دور کے بعد شروع ہوا اور آج تک قائم ہے۔
۱۵۔ ابوالحسن البصری، م ۴۳۶ھ، المعتمد فی اصول الفقہ، ج ۲، ص ۷۳۰، ۱۶۷۲۹۔
۱۶۔ الجواہر المقیہ، ج ۲، ص ۱۵۲، نزہتہ الخواطر، ج ۱، ص ۹۵۔
۱۷۔ اسحاق بھٹی نے اپنی کتاب پاک و ہند میں علم فقہ میں فتاویٰ حمادیہ کے بارے میں لکھا ہے، فتاویٰ حمادیہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے علاوہ دنیا کے مختلف لائبریریوں میں موجود ہے۔ مثلاً انڈیا آفس لائبریری لندن مانچسٹر لائبریری، رام پور لائبریری، بانکی پور لائبریری، کتب خانہ خدیویہ مصر، کتب خانہ آصفیہ، حیدرآباد دکن وغیرہ میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ (برصغیر میں علم فقہ، ص ۱۳۱)
۱۸۔ حمادیہ، ص ۵۔ ۱۹۔ حمادیہ، ص ۱۔
۲۰۔ حمادیہ، ص ۴-۳ ۲۱۔ حمادیہ، ص ۴۔
۲۲۔ عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ، از ڈاکٹر زبید، ص ۹۰۔
۲۳۔ حمادیہ، ص ۷۔ ۲۴۔ حمادیہ، ص ۴۔
۲۵۔ نزہتہ الخواطر، ج ، ص ۵۱۔ ۲۶۔ نزہتہ الخواطر، ج ۳۔
۲۷۔ نزہتہ الخواطر، ج ۳، ص ۱۵۷۔ ۲۸۔ حمادیہ، ص ۱۵۔